درس ترمذی شریف

افادیت : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

سرکے کی فضیلت ' فوائد ' ادام کی حقیقت ' مسئلہ حنث اور زھد و قناعت کی تلقین

باب ماجاء فی الخل :(باب سرکے کے متعلق)

(ا)حدثنا الحسن بن عرفة ثنا مبارك بن سعيد اخو سفيان بن سعيد عن سفيان عن ابى الزبير عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال نعم الادام الخل۔ (ترجمہ) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکہ کتنا بہترین سالن ہے۔ (۲) حدثنا ابوكريب ثنا ابوبكر بن عياش عن ابى حمزة الشمالى عن الشعبى عن ام هانى بنت ابى طالب قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالِ هل عندكم شئ فقلت لا الا كسر يابس و خل فقال النبى صلى الله عليه وسلم فما اقفر بيت من ادم فيه خل۔(ترجمہ) حضرت ام ھانی بنت ابی طالب فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: کہ کیا کھانے پینے کو کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں البتہ سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے اور سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لے آیئے وہ' گھر جس میں سرکہ ہو سالن سے خالی نہیں کہلایا جا سکتا۔

(۳) حدثنا عبده بن عبدالله الخزاعى البصرى ثنا معاوية بن هشام عن

سفیان عن محارب بن اثار عن جاب عن جاب عن النبی ﷺ قال : نعم الادام الخل۔
(ترجمہ) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکہ کتنا بہترین سالن ہے۔

(۴) حدثنا محمد بن سهيل بن عسكر البغدادی ثنا يحيیٰ بن حسان نا سليمان بن بلال عن ہشام بن عروة عن أبيه عن عائشه أن رسول الله ﷺ قال: نعم الادام الخل۔(ترجمہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔ (۵) حدثناعبدالله بن عبدالرحمان ثنا يحيیٰ بن حسان عن سليمان بن بلال بهٰذا الاسناد نحوه الأية قال: نعم الادام الخل۔(ترجمہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔

لیکن اس میں راوی کو "ادام" یا "ادم" کے الفاظ میں شک ہے۔

غرض انعقاد باب : یہاں سے سرکہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ سرکہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے میں سے ایک نعمت ہے۔ اسکے فوائد بھی ہیں، برکات بھی اور خواص بھی ہیں۔ طبی لحاظ سے اطباء کا اسکے فوائد اور نافعیت پر اتفاق ہے۔ صفراء، بلغم اور دیگر کئی امراض کے لئے قاطع اور دافع ہے۔ سمیات کیلئے بے حد مفید ہے۔ تیزابیت کو ختم کرتا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو ختم کرتا ہے۔ کھانے کیلئے مفید ہے۔ اشتہاء کھلتی ہے۔ اسمیں دقت اور محنت بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ ہر وقت میسر ہوتا ہے۔ تکلفات سے بعید تر ہے۔ حدیث میں اس کیلئے برکت کی دعا منقول ہے۔ ارشاد ہے کہ سرکہ انبیاء کا سالن رہا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سرکہ بھی ایک ایسی عنایت ہے کہ اسکو نعمت سمجھو، سالن کے طور پر استعمال کرو۔ جس گھر میں سرکہ موجود ہو اس گھر میں گویا سالن موجود ہے اور قناعت کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

جس گھر میں سرکہ موجود ہو : اگر اللہ نے تمہیں گھر میں سرکہ عنایت فرمایا ہے تو کبھی یہ نہ سمجھنا کہ آج ہمارے گھر میں ہانڈی نہیں پکی، سرکہ موجود ہے گویا عمدہ ترین سالن موجود ہے۔ لوگ پیاز اور نمک سے بھی روٹی کھا لیتے ہیں مگر سرکہ تو عمدہ سالن ہے اور انبیاعلیہ السلام کا سالن ہے اور باب حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ محتاج نہیں ہیں

یعنی ان کو سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔

لفظ الادم کی تحقیق : نعم الادام الخل ' سرکہ عمدہ سالن ہے۔ ادام اُدم بروزن کتب جمع ہے۔ فلک کے وزن پر بھی آتا ہے۔ اسد کے وزن پر بھی آتا ہے۔ فلک جب قفل کے وزن پر ہو تو مفرد ہے اور اگر اسد کے وزن پر ہو تو جمع ہے۔ اُدم میں افراد بھی ہے اور جمع بھی' سالن کو کہتے ہیں۔

قال في النهاية الادام بالكسر والادم بالضم ما يوكل مع الخبز اى شى كان ' انتهى ۔ امام نووی فرماتے ہیں "ادام بكسر الهمزه ما يوتدم به "کو کہتے ہیں۔ وادم جمع الادام بضم الهمزة والدال كاهاب و اهب و كتاب و كتب والادم باسكان الدال مفرد كادام ۔

طعام کی مدح و مذمت : ادام کی اصل حقیقت کیا ہے' اس بحث سے پہلے یہاں یہ بھی واضح کر دیا جائے۔ اس حدیث میں تو خل (سرکہ) کی تعریف آئی ہے اور شمائل میں ہے ان رسول الله ﷺ لا يمدح الطعام ولا يذمه وجہ ظاہر ہے کہ مدح ذاتی حرص پر دال ہے اور مذمت عجب و نخوت پر دلالت کرتی ہے جبکہ آنحضرت ﷺ ان دونوں سے محفوظ اور معصوم تھے۔ جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کھانے کی مدح نہیں فرمائی بلکہ آپ نے نعم الادام الخل سے ان لوگوں کی دل شکستگی کا ازالہ فرمایا جن کے گھروں میں سرکہ کے سوا دوسرا سالن نہیں ہوتا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب : نعم الادام الخل یہ روایت بالمعنی ہے۔ حقیقت میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا فما افقر بيت فيه خل ۔ بیت موصوف اور فيه خل جملہ اسمیہ اس کی صفت واقع ہوا ہے اور من ادم درمیان میں اجنبی ہے کیونکہ نہ یہ بیت کا عامل ہے اور نہ اس کا معمول ہے اور ایسے فيه خل کا نہ عامل نہ معمول تو فصل بالاجنبی لازم آیا۔ جواب یہ ہے کہ محققین فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کا تعین نہیں ہے کہ روایات کے الفاظ آپ ﷺ نے فرمائے ہوں۔ اغلب یہ ہے روایت بالمعنی کی وجہ سے وہ الفاظ قابل حجت نہیں رہتے۔ دوسرا جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ بیت ذُوالحال اور فيه خل اس سے حال ہے۔ جو بیت ذوالحال نکرہ تحت النفی وارد ہے جو من ادم کی وجہ سے نکرہ مخصصہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا اب یہ تقدیم جائز ہوگی یا ذُوالحال اور حال میں فصل بالاجنبی جائز ہو یا یہ کہ

کوئی فاصل ایسا ہو کہ اس کا ماقبل اور مابعد یہ تینوں کسی فعل کے معمول بن رہے ہوں تو پھر اجنبی نہیں رہے گا۔ اس جگہ یہ تینوں اقفر کے معمول بن رہے ہیں۔ اب کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

ادام کی حقیقت کیا ہے: ادام (سالن) کا اصل مفہوم کیا ہے۔ اس سلسلہ میں فقہاء اور محدثین نے تفصیل سے فقہ اور شروح حدیث میں بحث کی ہے یعنی کون سی چیز ہے جو ادام (سالن) کا مصداق بنتی ہے اور کون کون سی شیٔ ہے جو سالن نہیں بن سکتی ہے۔ اگر ایک شخص نے حلف کیا کہ میں ادام (سالن) نہیں کھاؤں گا تو وہ کس کس چیز کے کھانے سے حانث ہو سکتا ہے اور وہ کونسی شیٔ ہے کہ قسم اٹھانے کے بعد اس کے کھانے سے وہ حانث نہیں ہوگا۔

محققین کی دو آراء: بعض حضرات کہتے ہیں کہ ادام 'موادمت سے ہے جس کا معنی موافقت ہے۔ جب ایک چیز دوسری چیز سے جوڑ کھائے لہٰذا ہر وہ چیز جو روٹی کے ساتھ بطور سالن کے موافقت کھائے ادام ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ادومت سے ہے۔ ادومت کہتے ہیں رنگنے کو جس کو اصطباغ بھی کہتے ہیں۔ جس چیز سے روٹی میں رنگ آئے اصطباغ ہو اس کو ادام کہتے ہیں۔ یہ ادام بھی تو اس سے ماخوذ ہے۔ آدم کو اس لئے آدم کہتے ہیں کہ اس کا رنگ نمایاں ہے۔ اس کی چمڑی رنگین ہے اور ظاہر ہے۔ اسی رنگ 'چمڑی اور ملاحت کی وجہ سے اسے آدم کہتے ہیں۔

متنبّی کا ایک شعر: متنبّی کہتے ہیں (قافیۃ الالف میں ہے)

فبايّما قدم سعيت الى العلىٰ ادم الهلال لاخمصيك حذاء

متنبّی تو مبالغہ کی حد کر دیتا ہے۔ اس شعر میں ممدوح سے کہتا ہے تم کونسے قدموں کے ساتھ اسقدر عظمت وبلندی تک پہنچے ہو۔ یہ تو وہ بلند ترین مقام ہے کہ جسمیں چاند کی چمڑی کو ادھیڑ کر اس سے جوتے بنائے گئے اور ان جوتوں پر العلیٰ (بلندی) پر رسائی حاصل کی گئی۔ یہ عظمت و رفعت کا وہ بلند ترین مقام ہے جہاں تک اس دور کے راکٹ اور سیارے بھی نہیں پہنچ سکتے۔

متنبّی کے کلام میں زبان وادب کے وہ بلند اشارات' تلمیحات اور تشبیہات ہیں کہ اس سے طلباء کی علمی اور فکری صلاحیتوں کو خوب خوب جلا حاصل ہوتی ہے۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ ادام' مداومت سے ہے ان کے نزدیک وہ سالن نہیں ہے جس سے روٹی میں اصطباغ نہ آئے۔ انگور'

کھجور، سرکہ، یہ سب ان کے نزدیک سالن نہیں ہے۔

سرکہ اور مسئلہ حنث : جبکہ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ مدلومت کا معنی موافقت ہے۔ روٹی اور سالن میں موافقت کو دیکھا جائے گا۔ روٹی کس چیز سے کھائی جاسکتی ہے۔ انگور، کھجور اور سرکہ سے کھائی جاسکتی ہے۔ موافقت آجائے تو سالن ہے۔ لہٰذا سرکہ بھی موافق ہے۔ اگر قسم اٹھائی کہ سالن نہ کھاؤنگا اور سرکے کیساتھ کھالیا تو حانث ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث باب سے بھی یہ صراحتاً واضح ہے کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھالے کہ میں سالن سے روٹی نہیں کھاؤنگا، پھر سرکہ سے روٹی کھالے تو حانث ہوگا کہ سرکہ کا سالن ہونا اس حدیث سے صراحتاً ثابت ہے۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں فقہ کے بعض مسائل عرف پر مبنی ہوتے ہیں۔ ایمان کا مبنیٰ عرف پر ہے۔ عرف میں جو چیز سالن کہلاتی ہے یا سالن کے طور پر استعمال ہوتی ہے، مثلاً سیخ کباب، خشک گوشت وغیرہ۔ جب عرف میں روٹی کیساتھ کھائے جاتے ہیں اب وہ سالن کہلائے گا خواہ اسمیں اصطباغ ہو یا نہ ہو، موافقت ہو یا نہ ہو۔

زہد و قناعت کی تلقین : جو لوگ کہتے ہیں کہ الخل سے مراد سالن نہیں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضور اقدس ﷺ کی زہد اور قناعت کی تلقین ہے۔ اسی طرح حدیث میں یہ جو آیا ہے کہ گندم کی روٹی بذات خود ایک عمدہ سالن ہے، اس کا مقصد یہ نہیں کہ روٹی کو سالن کہہ دیا گیا۔ مقصد قناعت کی تلقین ہے کہ جب حالات اور وسائل میں وسعت نہ ہو اور صرف گندم کی روٹی مل جائے تو اس پر بھی قناعت اختیار کرلو۔ بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے میں اعتدال میانہ روی اختیار کرنا اور اپنے نفس کو لذیذ چیزوں سے باز رکھنا عند اللہ مطلوب ہے۔

قال الخطابی معنی الحدیث مدح الاقتصاد فی الماکل و منع النفس عن ملا ذالاطعمة کانه یقول ائتد موا بالخل و ما کان فی معناه مما تخف مونته ولا یعز وجوده ولا تتنسان قوا فی الشهوات فانها مفسدة لدین مسقمة للبدن و ذکر النودی کلام الخطابی هذا ثم قال والصواب الذی ینبغی ان یجزم به انه مدح للخل نفسه وا ماالاقتصاد فی المطعم و ترک الشهوات فمعلوم من قواعد آخر۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۳، ص ۹۲)

حضور ﷺ ام ہانی کے گھر میں : عن ام هانی بنت ابی طالب ام ھانی حضرت علیؓ کی بہن

ہے۔ گویا حضور اقدس ﷺ کی چچازاد بہن ہے۔ بنت العم قالت دخل علی الرسول ﷺ' حضور اقدس میرے گھر تشریف لائے۔ یہ کونسا موقع تھا؟ یہ فتح مکہ کا موقع ہے جب مکۃ المکرمہ فتح ہوا اور حضرت ام ھانی کا گھر حرم سے قریب تھا' اس وقت حرم شریف محدود تھا۔ ام ھانی کے گھر میں حرم سے قرآن کی آواز سنائی دیتی تھی۔ حرم کے متصل ان کا گھر تھا۔ یہ انتہائی تعب اور صبر و تحمل اور مشقت کا دن تھا۔ حضور ﷺ اس روز صعب ترین مرحلوں سے گذرے تھے۔ مکہ مکرمہ فتح فرمایا' بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک فرمایا' تھکے ماندے سر پہ خود اور مسلحؔ' جب فارغ ہوئے تو ام ھانی کے گھر استراحت کے لئے تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا--

رشتہ داروں کے گھر میں کھانا طلب کرنا : ھل عندکم شی یہ اپنوں کا گھر تھا' تکلف نہ تھا۔ معلوم ہوا انسان اپنے بے تکلف رشتہ داروں کے گھر کھانے پینے کی اشیاء کا بے تکلفی سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ یہ سوال نہیں' یہ گناہ نہیں بلکہ سنت ہے۔

فقلت لا میں نے صاف اور بے تکلفی سے کہہ دیا کہ نہیں ہے۔ غربت تھی' افلاس تھا۔ الاکسر یابسة مگر خشک ٹکڑے ہیں جو باقی رہ گئے ہیں جمع کسرة وہی قطعة من الشی المکسور والمراد ھنا کسر الخبز ۔ گویا اسے حجاب تھا کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ خشک ٹکڑے کیسے پیش کرے اور کچھ سرکہ بھی تھا۔

ضروریات بشریہ اور حضور ﷺ کا معمول : حضور ﷺ نے فرمایا قربیه' جو کچھ بھی ہے میرے پاس لایئے' تکلف نہ کیجئے۔ سرکہ لایا گیا' حضور ﷺ نے روٹی کے خشک ٹکڑوں کو بھگو کر سرکہ ڈال کر تناول فرمایا۔ حضور اقدس ﷺ کی کس قدر سادہ زندگی تھی' آپ کی نگاہ میں کھانا پینا صرف مجبوری اور اضطرار کا درجہ رکھتا تھا' ضرورت کے وقت جو میسر ہوا' جیسا موجود ہوا تناول فرمالیا کہ کھانا زندگی کی ضرورت سے تھا۔ وہاں مقصد زندگی دین کی اشاعت اور اس کی بلندی تھی اور ضروریات بشریہ مجبوری کے درجہ میں پوری کرلی جاتی تھیں۔ بہر حال خشک ٹکڑے اور سرکہ موجود ہو تو یہ بھی فقر و افلاس اور غربت نہیں' اللہ کا فضل ہے۔ فما افقر بیت فیه خل جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی گھر نہیں ہے۔

قفر کا معنی : آپ نے یہ شعر تو بارہا پڑھا اور سنا ہے -

قبر حرب من بمکان قفر　　لیس قرب قبر حرب قبر

قفر خالی چیز کو کہتے ہیں۔قال الجزری فی النهاية ای ما خلا من الادام ولا عدم اهله الادم والقفار الطعام بلا ادم و اقفر الرجل اذا اكل الخبز وحده من القفر والقفار هی الارض الخالية التی لا ماء بها۔یہی مضمون ایک حدیث میں یوں بھی آیا ہے کہ جس گھر میں کھجور ہو وہ لوگ خود کو سالن کا محتاج نہ کہیں۔ جس گھر میں کھجور بھی نہ ہو تب وہ بھوکے کہلائے جاسکتے ہیں۔ مقصد زہد و قناعت کی تلقین ہے۔

ام ہانی سے امام شعبیؒ کی ملاقات : و ام ہانی ماتت ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ امام شعبی کی ام ہانی سے ملاقات کیسے ہوئی تو یہ اس کا جواب ہے کہ ان کا انتقال تو حضرت علیؓ سے بھی بعد میں ہوا ہے۔وہ خلافت راشدہ کے سارے دور میں حیات تھیں۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بھی زندہ رہیں۔ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد تک جب وہ زندہ رہیں تو امام شعبی کی ملاقات ممکن ہوگئی۔(۱)

---

(۱) **قوله بعد حديث** ام هانى و ام هانى ماتت بعد على بن ابى طالب بزمان قلت هذا القول جواب عن دخلٍ مقدر وهو ان الشعبى لم يعرف سماعه من ام هانى ففى تهذيب التهذيب قال الترمذى فى العلل الكبير قال محمد لا اعرف للشعبى سماعاً من ام هانى اه

وفيه ايضاً و قال الدار قطنى فى العلل لم يسمع الشعبى من علىٍ الا حرفاً واحداً ما سمع غيره كانه عنى ما اخرجه البخارى فى الرجم عنه عن على رضى الله عنه حين رجم المرأة قال رجمتها بسنة النبى ﷺ اه ص٦٨ ج٥ مطبوعه حيدر آباد فدفع الترمذى بهذاالقول ذالك السوال بانه لماسمع عن على رضى الله تعالىٰ عنه و ماتت ام هانى بعده بزمان فلا يبعد ان يكون سمع منها ولا دليل علىٰ نفيه فالظاهر سماعه عنها و اما ما نقل فى العلل الكبير فهو قول البخارى لاما استحكم عليه راى الترمذى فافهم حق الفهم وخذ هذه الدقيقة بلاشئ والله هو الموفق والعلك لا تجد مثله لأممن هو ماهر فى الفن و انا ليس كذالك ولكن ذالك فضل الله تعالىٰ ينبه عليه من يشاء و ان لم يكن اهلاً لذالك و ينبغى ان يحقق اسانيد الاحاديث بمثل هذا زاده الجامع عفى عنه ۔